رفیع اللہ

امام ابن حزم اور مسئلہ قربانی

اس حقیقت سے بہت سے لوگ بے خبر ہیں کہ سلف صالحین قربانی کی اس قدر عمومیت کے قائل ہرگز نہیں تھے جس قدر آج کل اس پر زور دیا جا رہا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ یہ سب کچھ کسی خاص مقصد کے لیے کیا جاتا ہے۔ اس زور دینے کی وجوہات جو بھی ہوں ہمارے لیے یہ کسی صورت میں بھی مناسب نہیں ہے کہ عامۃ الناس کو اس مسئلہ کے تفصیلی احکام سے محروم رکھا جائے۔ ائمہ مجتہدین نے اس مسئلہ کے ہر ہر پہلو پر خوب مفصل بحثیں کی ہیں۔ انہی میں سے ایک قابل فخر ہستی امام ابن حزم جو امت کے ہر طبقہ کے نزدیک واجب الاحترام ہیں کے مسلک کو نقل کیا جاتا ہے۔

امام ابن حزم کے نزدیک قربانی کا حکم

جمہور ائمہ کی طرح امام ابن حزم کا بھی یہی مسلک ہے کہ قرآن مجید میں حج کی قربانی کے سوا دوسری قربانی کا ذکر قطعیت سے نہیں آیا۔ اس کا ثبوت زیادہ سے زیادہ ہمیں احادیث شریفہ سے ملتا ہے اس لیے ان کے نزدیک بھی قربانی کا وہی حکم ہے جو دوسرے ائمہ کا ہے یعنی یہ سنت ہے۔ فرماتے ہیں:

الاضحیۃ سنۃٌ حسنۃٌ ولیست فرضاً ومن ترکھا غیر راغب عنھا فلا حرج علیہ فی ذلک[۱]

قربانی ایک اچھی سنت ہے، فرض نہیں ہے اور جو شخص نیک نیتی سے اسے ترک کر دے تو اس پر

۱- المحلی، ج ۔ ص ۳۵۵

کوئی شرعی گرفت یا قباحت نہیں ہے۔

قربانی اور احادیث

ان کے بعد جن احادیث سے قربانی کا حکم ثابت کیا جاتا ہے امام صاحب انھیں نقل کرتے ہیں جو یہ ہیں:

۱۔ عن ابی رملۃ عن مخنف بن سلیم ان رسول اللہ صلعم قال بعرفۃ ان علی کل اہل بیت فی کل عام اضحی۔

ابو رملۃ مخنف بن سلیم سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلعم نے عرفات کے میدان میں یہ فرمایا کہ ہر گھر والوں پر سال میں ایک مرتبہ قربانی ہے۔

۲۔ عن حبیب بن مخنف عن ابیہ انہ سمع رسول اللہ صلعم یقول بعرفۃ علی کل اہل بیت ان یذبحوا فی کل رجب شاۃً و فی کل اضحی شاۃ۔

حبیب بن مخنف اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے نبی صلعم کو عرفات کے میدان میں یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ہر گھر والوں پر ایک قربانی رجب میں اور ایک قربانی ذوالحج میں لازم ہے۔

۳۔ عن الحسن ان رسول اللہ صلعم امر بالاضحی

حسن سے روایت ہے کہ رسول کریم صلعم نے قربانی کرنے کا حکم دیا۔

۴۔ عن ابن مسیب عن ابی ہریرۃ ان رسول اللہ صلعم قال من وجد سعۃ فلیضح۔

حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ حضور صلعم نے فرمایا کہ ہر خوش حال آدمی قربانی کرے۔

۵۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلعم من وجد سعۃ فلم یضح فلا یقرب مصلانا۔

(المحلی، ج ۷، ص ۳۵۷)

حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ حضور صلعم نے فرمایا کہ جس نے خوش حالی کے باوجود قربانی نہ کی تو وہ ہماری مسجدوں کے قریب نہ آئے

یہ تمام احادیث امام ابن حزم کے نزدیک ضعیف ہیں۔ فرماتے ہیں و کل ہذا لیس بشیٔ (ایضاً)۔ اور پھر ان کے ضعیف ہونے پر تفصیل سے بحث کرتے ہیں۔ فرماتے ہیں:

اما حدیث مخنف فعن ابی رملۃ الغامدی و

مخنف کی دونوں احادیث یعنی ابو رملۃ الغامدی

حبیب بن مخنف وکلاہما مجہول لایدری و اما حدیث الحسن فمرسل و اما حدیث ابی ہریرۃ فکلا طریقہ من روایۃ عبداللہ بن عیاش ابن عباس القتبانی فلیس معروفاً بالثقۃ (ایضاً)

کی روایت سے اور حبیب بن مخنف کی روایت سے تو یہ دونوں مجہول الحال اور گمنام قسم کے راوی ہیں حسن کی حدیث مرسل ہے اور ابوہریرہ کی دونوں احادیث میں ایک راوی عبداللہ بن عیاش ابن عباس القتبانی ہے جو غیر معتبر ہے۔

قربانی دورِ صحابہ میں

احادیث کے بعد صحابۂ کرام کا مسلک نقل کرتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ قربانی کے عدمِ وجوب پر صحابہ رضوان اللہ علیہم کا اجماع ہے:

قال ابو محمد لا یصح عن احد من الصحابۃ ان الاضحیۃ واجبۃ وصح ان الاضحیۃ لیست واجبۃ عن سعید بن المسیب والشعبی وانہ قال لان اتصدق بثلاثۃ دراہم احب الیّ من ان اضحی۔ (ایضاً)

ابو محمد علی بن احمد بن سعید بن حزم نے قربانی کے غیر واجب ہونے پر صحابہ کا اجماع نقل کیا ہے اور سعید بن مسیب اور الشعبی سے بھی یہی روایت ہے اور انھوں نے فرمایا کہ قربانی کی بجائے تین درہم خیرات کر دینا ان کے نزدیک زیادہ پسندیدہ ہے۔

حضرت بلال رضی اللہ عنہ بھی نقد خیرات کو قربانی پر ترجیح دیتے تھے:

عن سعید بن غفلۃ قال قال لی بلال ما کنت ابالی لو ضحیت بدیک ولان آخذ بثمن الاضحیۃ فاتصدق بہ علی مسکین مقترٍ فہو احب الیّ من ان اضحی۔

(المحلی، جلد ۷، ص ۳۵۸)

سعید بن غفلۃ سے حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ انھیں اس امر کی کوئی پروا نہیں ہے کہ وہ قربانی کے لیے مرغ ذبح کریں۔ بلکہ قربانی کی قیمت لے کر کسی حاجت مند پر خرچ کر دینا ان کے نزدیک زیادہ پسندیدہ ہے۔

گھوڑوں اور پرندوں کی قربانی

حضرت بلالؓ کے اس عمل کی وجہ سے امام ابن حزم کے نزدیک پرندوں کی قربانی

بھی جائز ہے:

والاضحیۃ جائزۃ بکل حیوان یؤکل لحمۃ من ذی اربع او طائر کالفرس والابل و بقر الوحش والدیک وسائر الطیور والحیوان الحلال اکلہ۔	ہر حیوان جس کا گوشت کھایا جاتا ہے کی قربانی جائز ہے چاہے وہ مویشی ہوں یا پرندے مثلاً گھوڑا، اونٹ، جنگلی گائے، مرغ اور دوسرے تمام پرندے اور حیوان جن کا کھانا حلال ہے۔
(المحلی، ج ۷، ص ۳۷۰)	

اس مشہور روایت کو کہ ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ قربانی نہیں کرتے تھے اسے امام صاحب نے بھی اپنی کتاب میں نقل کیا ہے:

عن ابی سریحۃ حذیفۃ بن اسید الغفاری قال لقد رأیت ابابکر و عمر مایضحیان کراہتہ ان یقتدی بھما۔	حضرت حذیفہ فرماتے ہیں کہ میں نے کئی مرتبہ دیکھا کہ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ قربانی اس کراہت کی وجہ سے نہ کرتے تھے کہ لوگ اس کی اقتدار ضروری نہ سمجھ لیں۔
(المحلی، ج ۷، ص ۳۵۸)	

بلکہ عمر فاروقؓ کے متعلق تو انھوں نے یہاں تک نقل کیا ہے کہ وہ حج کے موقع کی قربانی جس کا ذکر کسی نہ کسی حیثیت سے قرآن مجید میں آیا ہے کو بھی ترک کر دیتے تھے:

عن ابراہیم وکان عمر یحج ولایضحی وکان اصحابنا یحجون معھم الورق والذھب فلا یضحون۔	ابراہیم سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ حج کرتے تھے لیکن قربانی ترک کر دیتے تھے۔ اس طرح ہمارے بہت سے رفقاء حج کے موقع پر سیم و زر موجود ہونے کے باوجود قربانی نہیں کرتے تھے۔[۱]
(ایضاً، ج ۷، ص ۳۷۵)	

۱۔ ائمہ اربعہ میں سے امام مالک کا بھی یہی مسلک ہے کہ حاجی کو قربانی کی رخصت ہے ورخص مالک الحاج فی ترکھا (ہدایہ المجتہد، ج ۱، ص ۴۱۵)

خود اس واقعہ کے راوی ابراہیم کا مسلک اس طرح بیان کرتے ہیں:

عن ابراھیم قال حججت فھلکت نفقتہ فقال اصحابی الانقرضنک فتضحی فقلت لا۔ (ایضاً)

موقع حج پر ان کا زادِ راہ ضائع ہو گیا تو اصحاب نے رقم بطور قرض پیش کی کہ قربانی کر لو تو آپ نے انکار کر دیا۔

حضرت ابو مسعود انصاری کے قربانی نہ کرنے کی وجہ ان کے اپنے الفاظ میں یوں بیان کرتے ہیں:

"بلاشبہ مسلمانوں کی سہولت اور آسانی کے خیال سے میں قربانی ترک کر دینے کا ارادہ کر چکا ہوں کیونکہ اندیشہ ہے کہ لوگ کہیں اسے ضروری نہ سمجھ لیں"۔ (ایضاً، ص ۳۵۸)

آپ کے نزدیک قربانی کے دن سے لے کر یکم محرم یعنی تقریباً بیس دن تک قربانی کرنا جائز ہے:

التضحیتہ جائزۃ من الوقت الذی ذکرنا یوم النحر الیٰ ان یھل ھلال المحرم والتضحیتہ لیلاً ونہاراً جائز۔ (ایضاً، ص ۳۷۷)

کہ قربانی یوم النحر سے لے کر یکم محرم تک دن یا رات کو ہر وقت جائز ہے۔

حضرت عمر بن عبد العزیزؒ کا مسلک ان الفاظ میں نقل کرتے ہیں:

عن عمر بن عبد العزیز قال الاضحی اربعۃ ایام یوم النحر وثلاثۃ ایام بعدہٗ وھو قول الشافعی (ایضاً، ص ۳۷۷)

حضرت عمر بن عبد العزیزؒ فرماتے ہیں کہ قربانی چار دن تک ہے۔ ایک خاص قربانی کا دن اور تین دن اس کے بعد اور یہی امام شافعی کا قول ہے۔

قربانی کی کھالیں

قربانی کی کھالوں کے متعلق حضرت شعبی کا یہ قول نقل کرتے ہیں:

وسئل شعبی عن جلود الاضاحی؟ فقال لن

حضرت شعبی سے قربانی کی کھالوں کے متعلق

بینال اللہ لحومها ولا دماؤها ان شئت فدع وان شئت فامسک۔

(ایضاً، ص ۳۸۶)

دریافت کیا گیا تو انھوں نے جواب میں یہ آیت پڑھی کہ اللہ تعالےٰ کو تمھاری قربانیوں کا گوشت وغیرہ نہیں پہنچتا۔ اس لیے اگر چاہو تو بیچ دو اور چاہو تو اپنے استعمال کے لیے رکھ لو۔

ابوالعالیہ سے نقل کرتے ہیں:

وصح عن ابی العالیة انه قال لاباس ببیع جلود الاضاحی۔ نعم الغنیمة تاکل اللحم و تقضی النسک ویرجع الیک بعض الثمن وذهب آخرون الی مثل هذا الا انهم اجازوا ان یباع به شیء دون شیء۔

(المحلی لابن حزم، ج ۷، ص ۳۸۶)

ابوالعالیہ سے یہ صحیح روایت ہے کہ قربانی کی کھالوں کے بیچنے میں کوئی حرج نہیں۔ اچھی غنیمت ہے کہ گوشت بھی کھاؤ، اور قربانی بھی ادا کرلو اور اخراجات کا کچھ حصہ بھی واپس مل جائے گا۔ دوسرے ائمہ کا بھی یہی مسلک ہے لیکن وہ صرف گھر کی ضروریات کے عوض اس کی فروخت کو جائز سمجھتے ہیں۔

سچے اور جھوٹے کلمہ گو کا صلہ

(عیاض الانصاری) رفعه: ان لا اله الا الله کلمة علی الله کریمة لها عند الله مکان من قالها صادقا ادخله الله بها الجنة ومن قالها کاذبا حقنت دمه واحرزت ماله ولقی الله غدا فحاسبه

(بزار)

اللہ تعالیٰ کے نزدیک لا الٰہ الا اللہ بہت مؤقر کلمہ ہے جس کا اللہ تعالیٰ کے ہاں خاص مقام ہے۔ اسے سچے دل سے کہنے والے پر جنت واجب ہے۔ اور جو جھوٹے دل سے اس کا اقرار کرے گا اسے صرف یہ فائدہ پہنچے گا کہ اس کا خون حرام ہوگا اور اس کا مال محفوظ رہے گا اور کل قیامت کے دن جب وہ اللہ سے ملے گا تو وہ اس کا حساب کتاب فرمائے گا۔